یا معین　　　　　　　　　　　　　　　　　　ہو الکل

مسلمان اور مہاراجہ الور

یعنی

عید الفطر سنہ ۱۳۴۳ھ کے موقع پر

ہز ہائنس مہاراجہ الور کی وہ تقریر جو انہوں نے خود عیدگاہ

میں تشریف لیجا کر اپنی مسلمان رعایا کے سامنے کی

اور اس کو

ہندوستانی مسلمانوں کی آگاہی کیلیے

حسن نظامی دہلوی نے شایع کیا

جون سنہ ۱۹۲۵ عیسوی

بلا قیمت　　　مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی　　　تعداد اشاعت پانچہزار

۷۸۶ هو الکل یامعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہز ہائنس مہاراجہ الور کی نسبت تین سال سے لگاتار مجھ سے کہا جاتا تھا کہ وہ اپنی زیر حکومت مسلمان رعایا کو آریہ بنوانے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کے خفیہ اشارہ سے آریہ سماجی پرچارک (مبلغین) ریاستِ الور کے مسلمانوں میں ارتداد کی تحریک پھیلانے میں مصروف ہیں۔ اور ریاست سے ان کو پورا خرچ دیا جاتا ہے۔

یہ چرچہ بعض مسلمان اخباروں میں بھی ہوا تھا کہ مہاراجہ الور مسلمان واعیانِ اسلام کو تو اپنے علاقہ میں آنے نہیں دیتے مگر وہاں آریہ پرچارک زور شور سے آزادانہ شدھی کا کام کر رہے ہیں۔

قدرتی طور سے میں یہ خبریں سُنکر دوسرے مسلمانوں کی طرح سخت فکرمند تھا، اور چاہتا تھا کہ کسی طرح مہاراجہ کو مسلمانوں کے اندرونی احساس سے آگاہ کیا جائے تاکہ ان کی مسلمان رعایا فتنۂ ارتداد کی شکار نہ ہونے پائے۔

اتفاق سے نومبر ۱۹۳۲ء میں ہز ہائنس مہاراجہ الور دہلی میں تشریف لائے اور میں نے ان کو ملاقات کا وقت دینے کے لیے خط لکھا جس کے جواب میں اُنہوں نے وقت کی کمی کا عذر لکھ بھیجا اور میرے شکوک میں ایک اور اضافہ ہو گیا۔

میجر ذوالفقار علی خاں ایڈیکانگ جو مہاراجہ کا یہ جواب لے کر آئے تھے بہت دیر تک مہاراجہ کے اوصاف بیان کرتے رہے اور اُنہوں نے میری بدگمانی دور کرنے کی بہت کوشش کی مگر میں نے سمجھا کہ میجر صاحب اپنے اَن داتا کا حق نمک ادا کر رہے ہیں اور شریف و خاندانی نوکر کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

چند روز کے بعد میں نے بعض مسلمانانِ الور سے اندرونی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور انہوں نے ہز ہائنس کی بے تعصبی کا ذکر لکھا کہ مہاراجہ اپنی مسلمان رعایا سے کوئی غیر واجب اور مذہبی تعصب کا برتاؤ نہیں کرتے۔

آخر عید الفطر کے بعد میرے دوست سیٹھ غلام علی ٹھیکہ دار الور اور مسٹر عبدالغنی انجینیر الور مجھ سے ملنے آئے اور انہوں نے بیان کیا کہ عید کے دن مہاراجہ خود عیدگاہ میں تشریف لائے، اور جب تک نماز ہوئی دھوپ میں بغیر سایہ کے کھڑے رہے، حالانکہ نماز و خطبہ میں بہت زیادہ دیر لگی، اور دھوپ و گرمی بھی بہت سخت تھی۔ مہاراجہ سے عرض بھی کیا گیا کہ سایہ میں تشریف لے چلیئے ابھی یہ نماز وغیرہ بہت دیر میں ختم ہوگی، مگر انہوں نے کہا میری رعایا بھی دھوپ میں بیٹھی ہے، جب بچے دھوپ میں ہوں تو باپ کو سایہ کی تلاش زیبا نہیں ہے۔

نماز و خطبہ کے بعد مہاراجہ نے تمام مسلمانوں کو مخاطب کرکے ایک نہایت شاندار تقریر فرمائی اور عیدگاہ کی ترقی و سایہ کے لیے پچیس ہزار روپئے دینے کا بھی وعدہ کیا جس کے جواب میں مسلمانوں نے بھی شکریہ کی وفادارانہ تقریریں کیں اور پھر کئی روز تک خوشی کے جلسے کرکے اپنے ہاں مہاراج کو مدعو کرتے رہے۔

میں نے یہ سُنا تو فوراً مہاراجہ کو شکریہ کا تار دیا۔ اور اس میں یہ بھی لکھا کہ الور کے الف سے بھرت پور کی بے کو سبق لینا چاہیئے۔

اب مہاراجہ الور کی اصلی تقریر قلمبند ہو کر میرے پاس آئی اور میں نے اسکو پڑھا تو میرے دل نے بے اختیار کہا کہ یہ تقریر ڈپلومیسی اور محض مسلمانوں کو خوش کرنے کی نیت سے نہیں ہے، اس کے اندر سچا خلوص اور رعایا سے سچی ہمدردی پائی جاتی ہے اس لیے مہاراجہ الور کے تعصب کی جس قدر خبریں مشہور تھیں وہ یقیناً درست نہوں گی۔ جو شخص ایسی موحدانہ و فلسفیانہ تقریر کرتا ہے اور پھر مسجد کی تعمیر کے لیے روپیہ بھی دیتا ہے

وہ ہرگز متعصب نہیں ہے۔

بہت سی باتیں دنیا میں غلط مشہور ہو جاتی ہیں، حالانکہ ان کی اصلیت شہرت کے برعکس ہوتی ہے جیسا کہ میں نے مہاراجہ کشمیر کی نسبت اس سے زیادہ تعصب کی خبریں سُنی تھیں۔ مگر جب میں ان سے خود ملا اور مفصل باتیں ہوئیں تو ان کو ازحد بے تعصب، اور مسلمانوں کا ہمدرد و خیر خواہ پایا۔

اب تو میں مہاراجہ بھرت پور کی نسبت بھی یہ امید کرتا ہوں کہ ان کی نسبت جو کچھ مشہور ہے وہ بھی مبالغہ سے خالی نہ ہوگا، اور اگر اصلی حالات مہاراجہ کے سامنے آجائینگے تو وہ ضرور ٹوٹی ہوئی مسجدوں کو تعمیر کرا دیں گے۔

اسی جون ۱۹۲۵ء کے وسط میں ایک صاحب نے مجھ سے کہا جو مہاراجہ بھرت پور سے ملے تھے کہ ہز ہائنس فرماتے تھے کہ حسن نظامی بہت خطرناک اور بُرا آدمی ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ اگر مہاراجہ بھرت پور نے ایسا کہا بھی ہوگا تو غلط فہمی کے سبب کہا ہوگا کیونکہ جس طرح ہندو والیانِ ریاست کو مسلمان اخبار اور مسلمان والیانِ ریاست کو ہندو اخبار جھوٹ موٹ باتیں ان کے ساتھ منسوب کرکے بدنام کر دیتے ہیں اور جس طرح مجھ کو بھی بے اصل اور فرضی تعصبات کے سبب بدنام کیا جاتا ہے اسی طرح مہاراجہ بھرت پور کو بھی غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور محض اپنی بات کے لیے وہ اب تک ضد کر رہے ہیں۔ ورنہ وہ خود چند روز کے بعد شکستہ مساجد کو بنوا دیں گے۔

میں مہاراجہ الور کی عیدگاہ والی تقریر بطور اظہار شکرگزاری تمام مسلمانانِ ہند کی اطلاع کے لیے عام طور سے شائع کرتا ہوں تاکہ ہر علاقہ کے مسلمان مہاراجہ الور کے شکرگزار ہوں کہ اسلام نے ہم کو یہی سکھایا ہے کہ جو آدمیوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا شکر کرنے کے بھی ناقابل رہتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ ہز ہائنس مہاراجہ الور کی نسبت جس قدر غلط فہمیاں مسلمانوں

میں ہیں وہ اس تقریر سے دور ہو جائیں گی۔ نیز خود مہاراجہ الور جب مسلمانوں کی عام شکر گزاری کو محسوس کریں گے تو ان کا دل اس سے زیادہ مسلمانوں پر مہربان ہوجائیگا اور یہی خوش گوار تعلقات رفتہ رفتہ حاکم و محکوم کو آپس میں مربوط اور وابستہ کردیں گے جو ایک خوش حال حکومت کے بقاؤ ترقی کے لیے ازبس ضروری ہے۔

حسن نظامی دہلوی

۱۹ جون ۱۹۲۵ء

جنرل ہز ہائنیس راج راجیشور بھارت دھرم پربھاکر سوائی مہاراج شری جے سنگھ جی ویریندر شرومنی دیو جی۔سی۔ایس۔آئی۔جی۔سی۔آئی۔ای والی ریاست الور کی وہ مشہور تقریر جو اُنہوں عید الفطر ۱۳۴۳ھ کو بمقام عیدگاہ الور اپنی مسلمان رعایا کے سامنے فرمائی

اللہ

میری پیاری مسلمین رعایا!

آج یہ پہلا ہی موقع نہیں ہے جبکہ خدا پاک کی مسجد گاہ کے دربار میں آن پہنچا

ہوں نہ یہ میرے لیے کوئی نیا واقعہ ہے کہ میں اُس ہی ذاتِ پاک کی یاد میں اُس ہی سجدہ گاہ میں آکر اُس کے پیارے بندوں کے ساتھ اُسکی اندرونی دل کی عبادت میں شریک ہوا ہوں۔ لیکن آج بیشک یہ پہلا ہی موقع ہے جبکہ میں میری پیاری رعایا کی عید گاہ میں ایسے مبارک دن پہ موجود ہوا ہوں۔ یہ خواہش بھی آج کوئی پہلی ہی دفعہ کی نہیں ہے کیونکہ جب Lansdowne Palace واقعہ تھا اُس زمانہ میں آپ سبھوں کے اس نیک جلسہ میں جسمانی طور سے نہیں لیکن کم از کم دل سے تو موجود ہوتا رہ کر آنکھوں سے لطف اُٹھا سکتا تھا Palace کے گر جانے کے بعد کچھ عرصہ تک پردہ داری کا نیاز سادہ اس خیال میں کہ دُنیوی طور سے غیر مذہب کا کہلا کر نہ معلوم اِس جلسہ میں شریک ہونا کوئی پیاروں کو غلط فہمی کا باعث ہو، علاوہ اس کے آپ لوگوں میں سے کسی نے بُلایا بھی نہیں جو میں حوصلہ کر کے آتا۔ محبت کے تو پیغام کے لیے ایک ہی قاصد کی اطلاع کافی ہوا کرتی ہے لیکن آخر کو اس دستوری ضابطہ کی رسم نے پشیمان کرنا شروع کیا اور دل میں یہ خیال آیا کہ تو جب تک اپنے بھروسہ کچھ ثبوت نہیں دے گا تب تک دوسروں کے آمادہ ہونے کا انتظار کرنا بھی درست نہیں۔ علاوہ اس سب کے بھی جب آپ میری پیاری رعایا کے القاب سے کہلائے جانے کے مستحق ہو تو پھر آپ سے پردہ داری کرنا کچھ غیر موزوں سا معلوم دینے لگا۔ پس اس لیے آپ کے بغیر بُلائے بھی آج میں آپ لوگوں کی محبت کے بھروسہ پر آیا ہوں خاصکر یہ سُنکر کہ آج تو اپنے اور پرائے بھی بغلگیر ہوا کرتے ہیں۔

اس پاک سجدہ گاہ میں میں نے آنکر دیکھا کہ یہاں شاید کوئی اجنبی چیز کی تلاش ہو رہی ہو لیکن معلوم ہوا کہ اُس ہی ایک مالک پروردگار کی یاد اور اُسی کا تصور کیا جا رہا ہے جو سب جگہ میں پردہ میں چھپا رہکر سب کے پاس حاضر و ناظر ہے اس پردہ داری نے بھی دنیا میں کیا کیا لطف و مذاق محبت و نا اتفاقیاں پیدا کر رکھی ہیں درست ہے کہ ؎

حرم و دیر کے جھگڑے ترے چھپنے سے پڑے
تو اگر پردہ اُٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے

لیکن پھر بھی شکر ہے اپنے پروردگار کا کہ اس ہی پردہ داری کے باعث اس دنیا میں دوستیں اور محبتیں بھی قائم ہیں۔ انتظار ہی میں تو عشق بھی آمنڈنے لگتا ہے، اُس اپنے پیارے کی تلاش ہی میں دنیا کا سارا کھیل چلتا رہتا ہے، اگر یہ پردہ داری ہی نہ ہوتی تو کون کسی دوسرے کی تلاش کرتا کس کو کون پوچھتا کس کا کون آشنا ہوتا کس سے ملنے کی انتجار رہتی، کہاں کی عید ہوتی، کون بغلگیری کرتا شکر ہے اُس پردہ داری کا کہ اُس پیارے کے حاضر و ناظر ہوتے ہوئے بھی اُسکی تلاش برابر جاری ہے اور اُس تلاش ہی کی جستجو میں اُسکے ذروں میں محبت، اتحاد، دوستی قائم ہے میری آج کے روز بھی یہی دعا ہے کہ یہ مبارک دن میری مکمل پیاری رعایا کو دو چند مبارک ہو اور اپنے اپنے مذہب کی پوری پوری پابندی کرتے ہوئے سب میں باہمی اتحاد خوب بڑھتا رہے۔

پیارو! اگلی دفعہ آپ کی اس ہی عید کا جلسہ ہوگا تب تک مجھے امید ہے کہ آپکی یہ سجدہ گاہ بھی مکمل تیار ہو جائیگی اس کے بنائے جانے کی آج ہی

پندرہ ہزار روپیے کی منظوری دی جاتی ہے جس کے علاوہ پانچ ہزار روپیہ چار لو طرف باغ کی تعمیر کے اور قریب پانچ ہزار شامیانہ کی تیاری کے ہوں گے۔

اِس تقریر کا مسلمانوں کی طرف سے جواب

حضورِ انور!

آج مسلمان رعایائے سرکار۔ روزے پورے ہو جانے کا شکریۂ خداوندی ادا کرنے کے لیے عیدگاہ میں موجود ہے، نیز اس مبارک موقع پر انسانی دلجوئی و دل افزائی کے لیے بندگانِ عالی کی تشریف آوری مسلمانوں کے دلوں پر ابرِ رحمت کا نمو بن رہی ہے۔ اس لیے وہ لہلہاتے ہوئے دل یوں ترانہ سنجِ مسرت ہیں ؎

روزے کھلے اک جہاں نے روزی پائی
ہیں عید کا چاند بندگانِ عالی

اِس تشریف آوری۔ رونق بخشی۔ قدم رنجہ فرمائی حضور پرنور کا شکریہ مع دیگر احسانات بےغایات، بے بضاعتی کے سبب ادا کرنے سے معذوری ہے۔ امید کہ اس معذوری کو مراحمِ خسروانہ کے بدولت معاف فرمایا جائے گا۔ اخیر میں اب اس مختصر معروضے کو دعائے دولت و اقبال پر ختم کیا جاتا ہے اور عرض ہے کہ ؎

عمرت دراز باد کہ تا دورِ مشتری
ما از تو بر خوریم تو از عمر برخوری

پیش کردۂ حکیم محمد عمر فصیح یکم شوال ۱۳۴۳ھ

(حجری تحریر بمود)